

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پر میرے سات لاکھ روپے قرض تھا، جب میں نے اس سے قرض مانگھا تو اس نے کہا کہ فلاں جگہ پر میرا مکان ہے تم مجھ سے وہ خرید لو، میں نے اس وہی مکان دس لاکھ میں خرید لیا، سات لاکھ قرض میں منہا کر دیے اور تین لاکھ مزید اس کو دے دیے، اور پھر کچھ عرصہ کے بعد میں نے وہ پلاٹ کسی کو بارہ لاکھ روپے کا فروخت کر دیا، اب کچھ دن پہلے پتہ چلا کہ وہ پلاٹ کسی اور کا تھا، جب ہم نے اس سے استفسار کیا تو اس نے کہا کہ میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تا کہ آپ کے قرض کا مطالبہ مؤخر ہو جائے، اب وہ کہتا ہے کہ تمہارے دس لاکھ میں نے دینے ہے اوپر آپ لوگ جو بولوں میں دوں گا، نیز

اب جس شخص پر ہم نے فروخت کیا وہ ہم سے اس مکان کا ثمن اور مزید کا بھی مطالبہ کر رہا ہے اور شرعی مسئلہ کے مطابق نہیں چلتا بلکہ وہ کہتا ہے کہ جو پر اپریٹی کارواج بنا ہے کہ ایسی صورت میں ہم سے ثمن کے علاوہ مزید کچھ رقم کا مطالبہ بھی کرتا ہے....

اب ایسی صورت میں پوچھنا یہ ہے کہ بائع اول سے میرے لیے اس اضافی رقم کا مطالبہ درست ہے جو میں نے مشتری کو دئے، نیز یہ بھی بتا دیجیے گا کہ صرف انہی پیسوں کا مطالبہ کروں گا جو اضافی طور پر مجھے سے بائع ثانی نے لیے یا جو میرا دولاکھ کا نقصان ہو اوہ بھی لے لوں....؟؟؟؟

مولانا شمس الرحمن



(1872)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پر میرے سات لاکھ روپے قرض تھا، جب میں نے اس سے قرض مانگا تو اس نے کہا کہ فلاں جگہ پر میرا مکان ہے تم مجھ سے وہ خرید لو، میں نے اس سے وہی مکان دس لاکھ میں خرید لیا، سات لاکھ قرض میں منہا کر دئے اور تین لاکھ مزید اس کو دے دئے، اور پھر کچھ عرصہ کے بعد میں نے وہ پلاٹ کسی کو بارہ لاکھ روپے کا فروخت کر دیا اب کچھ دن پہلے پتہ چلا کہ وہ پلاٹ کسی اور کا تھا، جب ہم نے اس سے استفسار کیا تو اس نے کہا کہ میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تاکہ آپ کے قرض کا مطالبہ مؤخر ہو جائے، اب وہ کہتا ہے کہ تمہارے دس لاکھ میں نے دینے ہے اوپر آپ لوگ جو بولو میں دوں گا، نیز اب جس شخص پر ہم نے فروخت کیا وہ ہم سے اس مکان کا ثمن اور مزید کا بھی مطالبہ کر رہا ہے اور شرعی مسئلہ کے مطابق نہیں چلتا بلکہ وہ کہتا ہے کہ جو پراپرٹی کا رواج بنا ہے کہ ایسی صورت میں ہم سے ثمن کے علاوہ مزید کچھ رقم کا مطالبہ بھی کرتا ہے، اب ایسی صورت میں پوچھنا یہ ہے کہ بائع اول سے میرے لیے اس اضافی رقم کا مطالبہ درست ہے جو میں مشتری کو دئے، نیز یہ بھی بتا دیجئے گا کہ صرف انہی پیسوں کا مطالبہ کروں گا جو اضافی طور پر مجھ سے مشتری ثانی نے لیے یا جو میرا دولا لاکھ کا نقصان ہو اوہ بھی لے لوں؟

المستفتی: مولانا شمس الرحمن صاحب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب جامد او مصلیاً

صورت مسئلہ میں آپ اپنے مقروض سے دس لاکھ کا مطالبہ کر سکتے ہیں، اس سے زیادہ کا مطالبہ کرنا درست نہیں، البتہ اگر وہ مقروض اپنی دلی رضامندی سے کچھ رقم زائد دینا چاہے تو آپ لے سکتے ہیں، بشرطیکہ قرض پر زائد نفع مشروط یا عرف میں معروف نہ ہو، نیز پلاٹ خریدنے والا شخص آپ سے اسی قیمت خرید یعنی بارہ لاکھ کا مطالبہ کر سکتا ہے اس کا آپ سے زائد کا مطالبہ کرنا شرعاً درست نہیں، البتہ اگر آپ اپنے طور پر نزاع ختم کرنے کے لیے بطور صلح اپنی طرف سے اسے کچھ رقم دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، اور اس کا آگے دوسرے سے مطالبہ درست نہیں، لیکن اگر وہ پراپرٹی کے مروجہ اصول (جو کہ شرعاً درست بھی نہیں) کی بناء پر زبردستی تاوان کی مد میں آپ سے مزید رقم لے لے تو اس حقیقی نقصان کا آپ بائع اول سے مطالبہ کا حق رکھتے ہیں کیونکہ یہاں دراصل نزاع و نقصان انہی کی غلط بیانی اور دھوکہ دہی کی وجہ سے ہوا ہے۔



كما في الدر المختار مع رد المحتار (165/5) مط: سعيد

وفي الأشباه كل قرض جر نفعاً حرام -- (قوله كل قرض جر نفعاً حرام) أي إذا كان مشروطاً.

وفي تبيين الحقائق (29/6) مط: المطبعة الكبرى

(قوله: ومن وضع درهما عند بقال إلخ) قال الكرخي في مختصره في كتاب الصرف وكل قرض جر منفعة لا يجوز مثل أن يقرض دراهم غلة على أن يعطيه صحاحاً أو يقرض قرضاً على أن يبيع به يبعاً؛ لأنه روي أن كل قرض جر منفعة فهو ربا، وتأويل هذا عندنا أن تكون المنفعة موجبة بعقد القرض مشروطة فيه.

وفي بدائع الصنائع (33/6) مط: دار الكتب العلمية

وإذا استحق المبيع في يد المشتري يرجع بالثمن على الوكيل إن كان نقد الثمن إليه، وإن كان نقده إلى الموكل يرجع بالثمن عليه.

وفي المبسوط للسرخسي (115/20) مط: دار المعرفة

كالمشتري إذا كان أقر بالملك لبائعه فاستحق المبيع من يده بالبينة؛ رجوع على بائعه بالثمن ولم يعتبر إقراره بذلك.

وفي درر الحكام (212/2) مط: دار احياء الكتب العلمية

(وفي بناء المشتري) في الدار أو الأرض (وغرسه بالثمن وقيمتها) حال كونها (مستحقي القلع أو كلف المشتري قلعهما) يعني إذا بنى المشتري أو غرس ثم قضى للشفيع فهو بالخيار إن شاء أخذها بالثمن وبقيمة البناء والغرس، وإن شاء كلف المشتري قلعهما كما في الغصب (وإن قلعهما) أي البناء والغرس (الشفيع فاستحق رجوع بالثمن فقط) ولا يرجع بقيمة البناء والغرس على من أخذه منه بائعاً كان أو مشترياً بخلاف المشتري، فإنه يرجع بقيمة على البائع؛ لأنه مسلط من قبله بخلاف الشفيع؛ لأنه أخذ جبراً.

وفي مجمع الضمانات (232/1) مط: دار الكتاب الاسلامي

رجل اشترى داراً وبنى فيها ثم استحق رجل نصفها ورد المشتري ما بقي على البائع كان له الرجوع على البائع بالثمن وبنصف قيمة البناء؛ لأنه مغرور في النصف، ولو استحق منها نصفاً بعينه وكان البناء في النصف الذي لم يستحق كان له أن يرجع برده الباقي ولا يرجع بشيء من البناء.

والله تعالى اعلم بالصواب

عمر دراز بن مير سلام عفا الله عنهما

دارالافتاء جامع اشرف المدارس كراچی

٥٠ / رجب المرجب / ١٤٣٢ هـ

18 / فروری / 2021

الجواب صحیح
احسان رضا عفا الله عنهما
٥ / ٢٢ / ١٤٣٢ هـ

الجواب صحیح
بندہ عمر الحسن عفا الله عنهما
٨ ، ٤ ، ١٩٤٢



الجواب صحیح
بندہ عبد شمس سلیم عفا الله عنهما
٤ / ٢٢ / ١٤٣٢ هـ

